# مطبوعات

**تفسیر سورہ قیامہ** تالیف حضرت مولانا حمید الدین فراہی رحمۃ اللہ علیہ ۔ مترجم: امین احسن اصلاحی ۔ چھوٹی تقطیع ۔ ۸۰ صفحے ۔ لکھائی چھپائی غنیمت ، کاغذ دبیز ۔ ملنے کا پتہ: دائرہ حمیدیہ ، مدرسۃ الاصلاح ، سرائے میر اعظم گڑھ ۔ قیمت : ۸/-

حضرت مولانا حمید الدین فراہی رحمۃ اللہ علیہ کا تفسیر قرآن میں ایک خاص اسلوب ہے ، جو اہل نظر سے پوشیدہ نہیں ۔ وہ قرآن کریم پر روایات اور اسرائیلیات سے الگ ہو کر غور کرتے ہیں ، جس میں نظم کلام پر خاص توجہ رہتی ہے ۔ ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا کلام نظم و ترتیب سے خالی نہیں ہو سکتا آیات کی تاویل اور الفاظ کی تشریح میں ان کا اعتماد خود قرآن کریم اور اس کے بعد کلام عرب پر ہے ۔ کلام عرب اور خاص کر کلام جاہلیت پر ان کی نگاہ اتنی دقیق اور وسیع ہے کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے ۔ یہ بات پورے اطمینان کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ شاید ہی عربی کا کوئی اچھا شعر ہو ، جو ان کے پیش نظر نہ ہو ۔

سورہ قیامہ کی تفسیر بھی ان کی تفسیری خصائص کی حامل ہے ۔ پہلے سورہ کا عمود (یعنی مرکزی مضمون) سابق سورہ سے تعلق اور اس کے بعد اسلوب بیان اور دوسری خصوصیتوں کو بیان کیا گیا ہے ۔ اس تفسیری جزو کے متعلق مختصر طور پر اتنا کہہ دینا کافی ہو گا کہ مولانا فراہیؒ کی تالیف اور ان کی تفسیری خصوصیات کا جامع ہے ۔ مولاناؒ کی اصل تالیف تو عربی میں ہے ۔ ترجمہ ان کے شاگرد رشید مولانا امین احسن اصلاحی کے قلم سے ہے ۔ ہم نے جا بجا اصل سے مقابلہ کر کے دیکھا اور بے ساختہ ترجمہ کی سلاست اور روانی کی داد دینے پر مجبور ہوئے ۔ جو لوگ عربی نہ جانتے ہوں ، ان کے لیے یہ ایک نایاب تحفہ ہے ۔ اور عربی جاننے والے بھی اس لحاظ سے مستفید ہو سکتے ہیں کہ عربی عبارتیں سلیس و فصیح اردو میں کس طرح منتقل کی جاتی ہیں ۔

**The Holy Qur'an** ترجمہ مولانا عبد الماجد دریابادی ۔ جزو اول ۔ ۴۰ صفحے ۔ کاغذ لکھائی چھپائی اعلیٰ ۔ تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور ۔ قیمت ۶

قرآن مجید کے متعدد ترجمے انگریزی زبان میں ہو چکے ہیں ۔ جن میں مرحوم محمد مارما ڈیوک پکتھال ، عبد اللہ یوسف علی اور محمد علی لاہوری کے ترجمے زیادہ مشہور ہیں ۔ محمد علی صاحب لاہوری کا ترجمہ و حاشیہ معنوی تحریفات سے بھرا ہوا ہے اور زبان بھی پھیکی اور بے مزہ ہے ۔ محمد مارما ڈیوک پکتھال نے ترجمہ کی بجائے تشریح کو پسند کیا ہے ۔ مگر توضیحی حواشی کی کمی کے باعث اس کی افادیت کم ہو گئی ہے ۔ عبد اللہ یوسف علی کے ترجمے میں زبان کا چٹخارہ بھی ہے اور توضیحی حواشی بھی ہیں مگر ان کا دینی علم اتنا محدود اور ناقص ہے کہ اتنے بڑے کام کی ذمہ داری کے وہ اہل نہیں کہے جا سکتے ۔ بہر حال اس میں اتنی خوبی ضرور ہے کہ دھاندلی تحریفات سے خالی ہے ۔

موجودہ ترجموں کی ان کوتاہیوں کے پیش نظر قرآن کریم کے ایک ایسے انگریزی ترجمہ کی ضرورت شدت سے محسوس کی جاتی تھی ، جو ان خامیوں سے پاک ہو اور جسے پورے اطمینان اور شرح صدر کے ساتھ نوجوانوں کے ہاتھ میں دیا جا سکے ۔ مولانا عبد الماجد کا ترجمہ اس کمی کو ایک حد تک پورا کرتا ہے ۔ مولانا عبد الماجد ایک طرف تو راسخ العقیدہ عالم اور ٹھیٹھ مسلمان ہیں اور دوسری طرف یورپ کی نت نئی گمراہیوں اور فکری بھونچال پر خاص نظر رکھتے ہیں نیز ترجمہ و تالیف کی مختلف منزلوں میں وہ وقت کے مستند عالموں سے برابر مشورہ بھی لیتے رہے ہیں ۔ اس لیے یہ توقع کرنا بعید نہ ہو گا کہ ان کا ترجمہ نئی پود اور عام انگریزی دانوں کے لیے مفید اور نفع بخش ثابت ہو گا ۔

ترجمہ کی خاص خصوصیت یہ ہے کہ عقائد کے باب میں ٹھیٹھ اسلامی روش اختیار کی گئی ہے ۔ اور دانش فروشان عصر حاضر کی طرح خواہ مخواہ کی تاویل و تحریف سے اجتناب کیا گیا ہے ۔ دوسری امتیازی چیز اس کے توضیحی حواشی ہیں ، جو اکثر و بیشتر نہایت قیمتی اور مفید ہیں ۔ بائبل اور یہودی

اور عیسائی اہل علم کی دوسری مستند کتابوں سے کثرت شواہد جمع کیے گئے ہیں جن کی قدر وقیمت کا اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں، جنھوں نے کبھی جوئے شیر کے منہ سے شکر جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔ ترجمہ معتدد بہر لفظی اور صحیح ہے۔ جن عربی مفردات کے لفظی ترجمے تشفی بخش نہیں معلوم ہوئے، ان کی توضیح حاشیے میں کر دی گئی ہے۔ اسی طرح حواشی گوناگوں لغوی، نحوی، تاریخی اور جغرافی معلومات اور فوائد کا مجموعہ ہیں۔ البتہ ترجمہ میں بائیبل کی زبان اور طرزِ ادا ( Phraseology ) اختیار کیا گیا ہے، جس میں اختلاف کی گنجائش ہے اور اصحاب ذوق کی دو رائیں ہو سکتی ہیں۔

ایک حرف عربی کلمات کے املا ( Transliteration ) سے متعلق۔ مستشرقین کی کانفرنس (برسلز ۱۹۲۹ء) نے املا کے جو علامات مقرر کیے تھے۔ ان کی پابندی کی جاتی، تو اچھا تھا۔ خ کا املا Kh کی بجائے Kh اور ش کا S ہونا چاہیے۔ ض کا املا Dh بہت زیادہ اشتباہ کا باعث ہوگا۔ ض کا مستند املا D ہی رکھا جاتا، تو اچھا تھا۔ اسی طرح غ کے لیے gh کے بجائے g ہی بہتر اور انسب ہے۔ گو مولانا نے دیباچے سے پہلے اپنے طرزِ املا (Transliteration) کی تشریح کر دی ہے۔ مگر بار بار ورق الٹ کر اشتباہ اور الجھن کا دور کرنا بھی آسان نہیں۔

بہرحال یہ معمولی فروگذاشت ہے اور ایسی جس میں اختلاف رائے کی بھی خاصی گنجائش ہے۔ یوں ترجمہ بحیثیت مجموعی وقت کی ایک اہم ضرورت پورا کرتا ہے۔ ابھی صرف پہلا پارہ چھپا ہے۔ اللہ کرے کہ یہ پورا سلسلہ جلد از جلد شائع ہو جائے۔ اور انگریزی جاننے والے مسلمان اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

**المختصر** مرتبہ مولوی احمد اللہ صاحب، سوامی گوڑہ، حیدرآباد دکن۔ تقطیع چھوٹی، ۲۰ صفحے، لکھائی چھپائی اچھی، کاغذ دیسی حیدرآبادی عمدہ قیمت اور ملنے کا پتہ درج نہیں۔ غالباً خود مرتب سے مل سکے۔

امام ابو عبداللہ محمد بن ادریس شافعی (ف ۲۰۴ھ) کی فقہ پر نہایت مختصر، مفید اور جامع رسالہ ہے۔ یہ اصل میں قاضی ابو شجاع احمد بن حسین اصفہانی (ف ۵۹۳ھ) کے رسالہ التقریب پر مبنی ہے۔ اس کے علاوہ مرتب نے التقریب کی بعض شرحوں اور حاشیوں سے بھی مدد لی ہے۔ ہم نے جا بجا سے رسالے کو دیکھا، طرزِ ادا صاف، سلیس اور شگفتہ پایا۔ اور ہمیں یقین ہے کہ فقہ شافعی سے مبتدیانہ واقفیت کے لیے یہ رسالہ کافی وشافی ہوگا۔

**قصص و مسائل** مولانا عبدالماجد دریابادی، چھوٹی تقطیع، ۱۳۲ صفحے، کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ، ادارہ اشاعت اردو، حیدرآباد دکن۔ قیمت ۱۲؍

یہ کتاب مولانا عبدالماجد دریابادی کے دو مقالوں، بعض قدیم مسائل جدید روشنی میں، اور جدید قصص الانبیاء کا مجموعہ ہے۔ پہلا مقالہ رضا اکاڈمی رامپور میں سنایا گیا تھا (۱۹۴۱ء) اور دوسرا اسلامیہ کالج پشاور میں پڑھا گیا تھا (۱۹۴۲ء)۔ دونوں قرآن کریم سے متعلق ہیں اور ان میں خاص طور پر قرآن مجید کے علمی، اثری، جغرافی اور تاریخی پہلوؤں پر گفتگو کی گئی ہے۔ طریق بحث عالمانہ اور محققانہ اور انداز بیان ادیبانہ اور دل آویز ہے۔

مولانا عبدالماجد عرصہ دراز سے قرآن کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ ان کے ترجمہ قرآن (انگریزی) کے حواشی اور ان مضمونوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ انھوں نے اس سلسلے میں یورپ کے مذہبی اور اثری وجغرافی لٹریچر کو خوب کھنگالا ہے۔ جہاں تک عام خادمانِ قرآن کی رسائی نہیں ہوتی۔ کسی مصنف اور صاحب تحقیق کی عام تحقیقات و نتائج سے پورا پورا اتفاق کرنا تو بہت دشوار ہے۔ تاہم بہرحال اطمینان کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ بحیثیت مجموعی مولانا کی فراہم کردہ معلومات نہایت قیمتی اور مفید ہیں۔ انداز بیان کا البیلا پن اور اس پر اردو کی نتھری ستھری زبان سونے پر سہاگہ کا کام کر رہی ہے۔ سچ یہ ہے کہ مولانا دریابادی کی انشا خاصے کی چیز ہے۔

شروع میں مصنف کا مختصر دیباچہ ہے اور اس کے بعد غالباً جناب ناشر نے کچھ "ناظرین" سے کہنا چاہا ہے۔ ایسی ستھری کتاب میں یہ دخل در معقولات ذوق سلیم پر گراں گذرتا ہے۔ ہمیں تو ناشر کی وہ تحسین ناشناس "تقسیم" کی معلوم ہوتی ہے، لیکن ناشر صاحبان کو اس قسم کی "تکلیف فرمائی" سے روک کون سکتا ہے؟ (م۔ح)